رجسٹرڈ نمبر ڈی ۲۳۷

ماہنامہ

شانِ ہند دِلّی

ایڈیٹر:۔ سرور تونسوی

سالانہ قیمت پانچ روپیہ

شمارہ ۷-۸	جولائی۔ اگست	جلد نمبر ۲۰

مقدمات کا سیزن

ایڈیٹر شانِ ہند آج کل مقدمات کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ مقدمہ اعظم گڈھ شیطان کی آنت کی طرح بڑھتا ہی جاتا ہے۔ مہینہ میں دو تین مرتبہ اعظم گڈھ جانا پڑتا ہے۔ یعنی ہر ماہ بارہ تیرہ دن مقدمہ اعظم گڈھ کی نذر ہو جاتے ہیں اور ہر پیشی پر ایک سو روپیہ کے اخراجات کا متحمل ہونا پڑتا ہے۔ چار مقدمات پریس ایکٹ کے تحت دہلی کی عدالت میں چل رہے ہیں۔

افضل پشاوری نے آزاد ہند ہوٹل کا کمرہ خالی کرانے کے لئے دیوانی مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ جو باہمی تصفیہ سے ختم ہو گیا ہے دفتر شانِ ہند پھر فلیٹ نمبر ۸ انصاری مارکیٹ دریا گنج دہلی میں آ گیا ہے۔ اور ٹیلی فون بھی اسی فلیٹ میں ہو کر چلی گئی ہے لہٰذا وہ حضرات جو خطوط لکھتے وقت پتہ میں آزاد ہند وغیرہ ہوٹل لکھا کرتے تھے وہ ازراہ کرم اب دھیان کر لکھا کریں۔ سب سے زیادہ آسان، در محفوظ پتہ تو یہ ہے " دفتر شانِ ہند، دہلی ۶ " اور اگر کسی کو حکیم نے یہ بتایا ہو کہ یہ آسان اور محفوظ پتہ نہ لکھے تو وہ فلیٹ نمبر ۸۔ انصاری مارکیٹ دریا گنج۔ دہلی ۶ لکھ کر اپنا مرض دور کر سکتے ہیں۔ ویسے دفتر شانِ ہند۔ دہلی ۶ کے پتہ پر بھجوائے گئے خطوط جلدی ملتے ہیں اور ان کے گم ہونے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔

"مشاہیر نمبر"

مقدمات نے دل و دماغ پریشان کر رکھا ہے اور مقدمات کے باعث اخراجات اتنے زیادہ ہو رہے ہیں کہ "شانِ ہند" کو سابقہ شان سے شائع کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ تاہم "مشاہیر نمبر" کا کام جاری ہے۔ آندھرا پردیش کے مسودات ترتیب دیے جا چکے ہیں۔ اور اتر پردیش کے مسودات ترتیب دیئے گئے ہیں۔ کاغذ کا سال بھر کا کوٹہ ۱۵ اگست کے بعد ملنے والا ہے لہٰذا کاغذ ملتے ہی ہم مشاہیر نمبر کا حصہ اول شائع کر دیں گے اس میں کوئی شک نہیں کہ قارئین کرام مشاہیر نمبر کے لئے بہت زیادہ منتظر رہنا پڑا ہے۔ مگر کیا کیا جائے مجبوریاں ہی ایسی ہیں کہ جن سے فرار نہیں ہو سکتا تھا۔

ضروری اطلاع

براہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ خط و کتابت کرتے وقت ہمیشہ یہ پتہ لکھیئے:۔ دفتر شانِ ہند، دہلی ۶

ودیا پرکاش سرور تونسوی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے نیری آرٹ پریس دریا گنج سے چھپوایا اور نمبر ۸۔ انصاری مارکیٹ دریا گنج دہلی سے شائع کیا۔

اُردو ادب کی تشکیلِ نو

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ

ادب انسانی ارتقاء کی طرح زمان اور مکان کے رشتوں کا پابند ہے۔ جب تک ہم یہ نہ دیکھیں کہ جدید ادب کن حالات میں پیدا ہو رہا ہے اور ادیبوں و شاعروں کے تخلیقی عمل میں کون سے عناصر کام کر رہے ہیں، ہم موجودہ انتشار اور بے راہ روی کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ ۵۷ء کے ہنگامے کے بعد ایک طرف تو تہذیب معاشرت کی طرح ادب میں بھی قدیم روایات نے نئے اثرات کے سامنے سپر ڈال دی تھی۔ اور دوسری طرف ملکی اور قومی جذبات سیاسی غلبے کے خلاف اندر ہی اندر منظم ہونے لگے تھے۔ نئے زمانے کی انھیں ضرورتوں کے تحت حالی سے اُردو میں مقصدی اور افادی ادب کا آغاز ہوا۔ اقبال اسی راستے کے ایک عظیم رہنما تھے۔ لیکن تاریخی قوتیں زمانے کے ساتھ کارفرما رہتی ہیں۔ چنانچہ افادی ادب کا سلسلہ بھی اقبال کے ساتھ ختم نہیں ہوا، بلکہ قومی اور ہنگامی شاعری کی شکل میں آزادی کے حصول تک برابر جاری رہا۔ اُردو کی ترقی پسند تحریک نے افادیت کے پہلے سے پائے جانے والے میلان سے بڑا فائدہ اُٹھایا۔ سامراج کے خلاف ملکی اور قومی جذبات کا نقیب بن کر اس تحریک نے نوجوان طبقے کا مکمل تعاون حاصل کر لیا اور دیکھتے دیکھتے حیرت انگیز مقبولیت حاصل کی۔ لیکن آزادی کے حصول اور پاکستان کی تشکیل کے بعد جب ہنگامی اور احتجاجی موضوعات کا دور ختم ہو گیا تو ترقی پسند تحریک بھی ایک اشتراکی حربے کے طور پر اپنے اصلی رنگ میں سامنے آئی اور بہت جلد نامقبول ہو گئی۔

غرض ایک ہمہ گیر ادبی روایت جو لاکھوں کروڑوں دلوں میں گھر کر چکی تھی یک لخت بے وقار ہو گئی۔ دوسری طرف آزادی کے نئے تقاضوں کو سمجھنے کا ہم میں حوصلہ نہیں تھا کیونکہ ہنگامی موضوعات کی یورش اور ترقی پسندوں کے اقتدار نے اردو ادیبوں اور شاعروں کو جذبات کی راہ دکھا کر غور و فکر کی عادت سے یکسر محروم کر دیا تھا۔

غرض جب زادِ راہ لُٹ جائے اور آگے کا راستہ ڈھونڈھنے کی ہمت نہ ہو تو سوائے پیچھے پلٹ آنے کے چارہ ہی کیا تھا۔ چنانچہ ان حالتوں میں ہم نے ماضی کا لبادہ اوڑھ کر کہیں میر کی روایت کو گلے لگایا اور کہیں غزل کی جنت میں پناہ لی۔

آزادی کے بارہ برس گذر جانے کے بعد بھی ہماری صلاحیتوں نے انگڑائی نہیں لی اور ہمارے ادب میں گہرے غور و فکر کی کمی بُری طرح کھٹکتی ہے۔

موجودہ حالات میں فکرِ صالح کا فقدان ناگزیر بھی ہے۔ سوچئے تو سہی کہ آزادی کے بعد اُردو والوں کو کس طرح گھر سے بے گھر ہونا پڑا۔ مدتوں بیشتر ادیب اور شاعر معاشی پریشانیوں کا شکار رہے۔ آزادی کی برکتیں ابھی دونوں ملکوں میں عام نہیں ہوئیں۔ ہندوستان میں پنج سالہ منصوبوں اور پاکستان میں نئے انقلاب کے نتائج رفتہ رفتہ سامنے آ رہے ہیں۔

غرض ملک اور قوم کے مستقبل کا تصور ابھی تصویر نہیں بن پایا۔ ستم بالائے ستم اُردو کے مستقبل کا معاملہ بھی پوری طرح طے نہیں ہوا۔ ہندوستان کا فرقہ پرست طبقہ اس کی مخالفت کرتا ہے اور پاکستان میں بھی اس کے جائز حقوق تسلیم ہونا باقی ہیں۔

ان حالات میں اُردو ادیبوں اور شاعروں کا بے یقینی، بے اعتمادی

اور غیر صحت مند تشکیک کا شکار ہونا قدرتی بات ہے۔

اس صورت حال کے پیش نظر اردو ادب کی تشکیل نو کا سوال بڑا اہم ہے۔ بلاشبہ اردو کا ہر سچا ہمدرد اس کی ترقی کا خواہاں ہے۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ زور جدید علم انتقاد کی تدوین پر کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ سوچنا ہے کہ علم انتقاد ادب کی کیا خدمت انجام دے سکتا ہے۔ کیا تنقید کے ترکش میں کچھ ایسے تیر بھی ہیں جو ادب کی تشکیل نو میں مدد دے سکیں۔ یہاں تنقید کے بنیادی فرائض کا مسئلہ زیر بحث آجاتا ہے۔ اگر تنقید فقط چند بندھے ٹکے اصولوں کا نام ہے اور ادب اجتماعی ذہن کی پیداوار ہے۔ تو ناقد یقیناً ایک ہی اشارے سے اچھے ادب کی تخلیق کرا سکتا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ناقد کو ادب کے قافلے کا رہنما سمجھنا انتہائی گمراہ کن ہے۔ یہ تنقید کا نہایت غلط مصرف ہے۔ ناقد ادیبوں اور شاعروں کو اس طرح حکم نہیں دیتا جیسے سپہ سالار فوجوں کو آگے بڑھاتا ہے۔ ناقد کی حیثیت ایک طرح سے مبصر کی سی ہے۔ وہ ایک ہمدرد دوست اور مشفق ناصح ہے۔ وہ ادب پاروں کا کھرا کھوٹا پرکھتا ہے۔ یعنی اس کی دنیا تخلیق شدہ ادب کی دنیا ہے، غیر تخلیق شدہ ادب اس کے دائرہ انتقاد سے باہر ہے۔ تو کیا اُسے ادب کی ترقی کے بارے میں مشورہ دینے کا حق نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ لیکن اس معاملے میں اس کا طریق کار تخصیص کا نہیں تعمیم کا ہوگا۔ یعنی وہ ادب کی ترقی کے لئے بعض عمومی مشورے دے سکتا ہے۔

ادب انسانی وجدان اور تخیل کی پیداوار ہے۔ یہ سائنس نہیں اس لئے ناقد خواہ وہ علم انتقاد کے جدید ترین اسلحہ سے بھی لیس کیوں نہ ہو۔ خاص خاص اصول پیش کر کے مستقبل میں اعلیٰ ادب پیدا کرنے سے متعلق حکم نہیں لگا سکتا۔ البتہ وہ صورت حال کا جائزہ لے کر ادب کی خامیوں کا احتساب کر سکتا ہے اور ان رجحانوں کی نشان دہی کر سکتا ہے جن کی وجہ سے اعلیٰ ادب کی تخلیق نہیں ہو رہی ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ عمومی نوعیت کے مشورے دے کر ذہنوں کی آبیاری میں مدد دے سکتا ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ جدید حالات میں نقاد کو سب سے زیادہ زور بے یقینی اور بے اعتمادی کو دور کرنے پر دینا چاہیئے اعلیٰ ادب بغیر عقیدے کے تخلیق نہیں ہو سکتا۔ عقیدے ہی سے دل میں شوق کا شرارہ روشن ہوتا ہے اور سینہ لگن سے معمور ہو جاتا ہے۔

موجودہ دور میں نظریوں کی شکست و ریخت سے عقیدے متزلزل ہو گئے ہیں۔ اور کسی بلند تر مقصد پر یقین ضروری۔ یہ مقصد خواہ ملک سے متعلق ہو، قوم سے، زبان سے، ادب سے یا محض انفرادیت کے کسی پہلو سے متعلق ہو، یقین ہی سے اپنی ذات پر اعتماد بڑھتا ہے اور اعتماد ہی سے جذبے میں جان آتی۔ جو ادب میں خون جگر لانے کا باعث بنتی ہے۔

ہماری دوسری بڑی ضرورت سہل انگاری سے بچنا ہے۔ موجودہ ادب میں سطح گریزی کی سب سے بڑی وجہ سہل انگاری ہے۔ یہ لعنت ترقی پسندی کے دور کی دین ہے۔ اس زمانے میں ایک خاص نظریے کی تعریف و تائید میں جس نے دو لکھے شاعر اعظم بن گیا۔

گو اب زمانہ بدل چکا ہے، لیکن محنت اور مطالعہ سے بچنے کی عادت بدستور قائم ہے۔ بڑے بڑے افسانہ نگاروں اور شاعروں کی نگارشات میں زبان و بیان کی خامیاں اور فکر و نظر کا فقدان بُری طرح کھٹکتا ہے۔ شعر کہنا یا لکھنا تفریح ہو کے رہ گیا ہے۔

ہمارے ادیبوں کو چاہیئے کہ محاورے اور صحت لفظی پر پوری توجہ صرف کریں، اور زبان و بیان کے بنیادی اصولوں سے غفلت نہ برتیں۔

نئی پود کے اہل قلم میں ابھی وہ "علمی سنجیدگی" پیدا نہیں ہوئی جو علم و ادب کا تقاضا ہے۔ جگر خون کرنے اور پتا مارنے کی ترکیبیں عام ہیں، لیکن جس سخت ریاضت کڑی محنت اور وسیع مطالعے کی ضرورت ہے وہ ابھی ہمارے مزاجوں سے کوسوں دور ہے۔

(اقتباس قومی زبان کراچی

شمالی ہندوستان کی مشہور و معروف .. فیصدی کامیاب یونانی ادویات بنانیوالی کمپنی

کی

ایجنسی لے کر پانچ روپیہ ماہوار کمائیں

بال سدھار	= بچوں کے لئے طاقت کی خاص دوا ہے	قیمت فی شیشی ایک روپیہ	درجن نو روپے
بال امرت	= چھوٹے بچوں کے لئے طاقت کا لال شربت ہے	قیمت فی شیشی سوا روپیہ	درجن بارہ روپے
امر ڈراپ	= ہر مرض کا فوری علاج ہے	قیمت فی شیشی آٹھ آنہ	درجن ساڑھے چار روپے
بے بی ٹانک	= چھوٹے کمزور بچوں کے لئے مجرب ہے	قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ	درجن پندرہ روپے
دنت منجن	= پائیوریا کے لئے ایک صوفی کا بتایا ہوا نسخہ ہے	قیمت فی شیشی ایک روپیہ	درجن نو روپے

نئی طاقت ۔ مثانہ کی کمزوری اور خون کی کمی کے
لئے آزمودہ دوا
"سکھدانہ رسائن"
استعمال کریں، قیمت ۱۲ گولی کی شیشی پانچ روپیہ
نمونہ فی گولی ۔ پچاس نئے پیسے

عورتیں عام طور پر مثانہ کی کمزوری ۔ اور سٹریا کی بیماری
میں مبتلا پائی جاتی ہیں ۔ اس کے لئے ہماری مشہور دوا
"ناری کلیان"
استعمال کریں ۔ قیمت پچاس گولی کی شیشی پانچ روپیہ
اندرونی استعمال کی گولی ۲۵ ۔ پانچ

بالوں کو ریشمی ۔ ملائم اور بڑا کرنے کیلئے
روغن بادام سے بنا ہوا
روشن دماغ لیجے
قیمت فی شیشی سوا دو روپے ۔

شرطیہ لڑکا پیدا ہونے کیلئے
چاند پھل
حاملہ عورت کو دو سے تیسرے مہینے میں صرف
ایک بار کھلانے سے شرطیہ لڑکا
ہوگا ۔ قیمت سوا روپیہ

ناک کی خشکی ۔ رک جانا ۔ پھنسی پک جانا اور دیگر ناک
کی بیماری پر
"نازا بیل"
استعمال کریں ۔ قیمت فی شیشی ڈھائی روپیہ

ناکامیاب ہونے پر قیمت واپس

نیز ہماری پیٹنٹ ادویات کھانچ مار ۔ کھانسی مار ۔ و داد مار مرہم ۔ سکھداتہ ۔ سرمہ دو دیات مناسب نرخ پر سپلائی کی جاتی ہے ۔ ہر قسم کے کشتہ جات اور دیگر یونانی ادویات نہایت ارزاں ہیں ۔

غریبوں ۔ بیکاروں دستکاری کے خواہشمندوں کے لئے بہترین کتاب
ایلوپیتھک ۔ ہومیوپیتھک اور طب کی کتابیں حسب ضرورت ۔ الیکٹرک گائیڈ کتابیں ۔ سلائی سکشا ۔ گھریلو دستکاری کی چھوٹی
چھوٹی مشینیں مثلاً بارہ موم بتی بنانے کا سانچہ کے لئے ضرور لکھیں ۔

اوپر درج شدہ ادویات یونانی طریقہ سے تیار کی گئی ہیں ۔ ان کے بیچنے پر کوئی پابندی نہیں ہوگی ہم ہر قسم کے ذمہ دار ہیں ۔
ایجنسی کے لئے لکھیں یا ملیں ۔ بنانے والے **سکھداتہ** ٹریڈنگ کمپنی (یونانی دواخانہ) خوریجی گاندھی نگر ۳
ڈاک شاہدرہ ۔ (دہلی)